فتاویٰ امن پوری (قسط ۹۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: شوہر نے روپیہ لے کر اپنی بیوی کے متعلق کہا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، خلع ہوا یا نہیں؟

جواب: یہ خلع نہیں، البتہ شوہر کی ان الفاظ سے مراد طلاق تھی، تو طلاق ہو جائے گی۔

سوال: خلع لکھنے سے ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہو جاتا ہے۔

سوال: خلع طلاق بائن ہے یا فسخ نکاح؟

جواب: خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا۔''

(سنن أبي داوٗد : 2229، سنن الترمذي : 1185، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' قرار دیا ہے۔

۞ حافظ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ (البقرة : 228)

''طلاق یافتہ عورتیں تین حیض نکاح سے رکی رہیں۔'' اگر خلعہ لینے والی طلاق یافتہ ہوتی تو آپ ﷺ کبھی ایک حیض پر اکتفانہ کرتے۔''

(معالم السنن : 256/3)

۞ علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ إِنْ كَانَ ثَابِتًا؛ فَهُوَ حُجَّةٌ لِّمَنْ قَالَ : الْخُلْعُ لَيْسَ بِطَلَاقٍ، لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ طَلَاقًا لَّمْ يُعْتَدَّ فِيهِ بِحَيْضَةٍ .

''یہ حدیث ثابت ہو تو خلع کو فسخ نکاح کہنے والے کی دلیل ہے، کیونکہ اگر یہ طلاق ہوتا، تو عدت ایک حیض نہ ہوتی۔''

(تنقيح التحقيق : 416/4)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْخُلْعَ لَيْسَ بِطَلَاقٍ .

''یہ دلیل ہے کہ خلع طلاق نہیں۔''

(الدراية في تخريج أحاديث الهداية : 75/2)

سوال: زوجہ میکے میں ناراض ہے، شوہر یہ جھوٹ بول کر بیوی کو اپنے گھر واپس لے آیا کہ میری ماں فوت ہو چکی ہے، جبکہ فوت نہیں ہوئی تھی، کیا اس جھوٹ کی بنا پر عورت خلع کا مطالبہ کرنے کی مجاز ہے؟

(جواب): عورت کو اپنے گھر لانے کا شوہر کو شرعاً وقانوناً حق ہے، اسے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس پر وہ گناہ گار ہوا، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے، مگر صرف اس جھوٹ کو عذر بنا پر عورت کے لیے خلع کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔

(سوال): شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی ڈگری جاری کی جاسکتی ہے؟

(جواب): شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی ڈگری جاری ہوسکتی ہے، البتہ بیوی کی مرضی یا اجازت کے بغیر خلع نہیں ہوسکتا۔

(سوال): خلع کی عدت کتنی ہے؟

(جواب): عورت نکاح سے نکلنا چاہے اور پنچائیت یا عدالت حق مہر واپس دلوا کر نکاح ختم کرا دے، تو اسے خلع کہتے ہیں۔

خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں، لہٰذا خلع والی عورت کی عدت وہ نہیں جو مطلقہ عورت کی ہوتی ہے۔ خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

❀ امام ابوجعفر، نحاس (م:338ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصِّحَابَةِ خِلَافُهٗ.

''کسی صحابی سے بھی اس کے خلاف ثابت نہیں۔''

(الناسخ والمنسوخ، ص: 229، زاد المعاد لابن القيّم: 594/5)

❀ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبَی کو مارا اور ان کا ہاتھ توڑ دیا۔ ان کا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور اسے فرمایا:

خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ، وَخَلِّ سَبِيلَهَا.

''حق مہر لے لیں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔''

اس کے بعد:

فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَّاحِدَةً، فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا .

''رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک حیض انتظار کریں، پھر گھر والوں کے پاس چلی جائیں۔''

(سنن النسائي : 3497، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ ربیع بنتِ معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

اِخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي، ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ، فَسَأَلْتُ : مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ ؟ فَقَالَ : لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهٗ حَتّٰى تَحِيضِينَ حَيْضَةً، قَالَتْ : وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ، وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ .

''میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھ پر کتنی عدت ہے؟ فرمایا: کوئی عدت نہیں، ہاں خاوند سے قریب قریب کوئی تعلق قائم ہوا ہے تو اس کے پاس ایک حیض گزاریں۔ (سیدہ ربیع کہتی ہیں:) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے اس فیصلے کے موافق تھا جو آپ نے مریم مغالیہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر ان سے خلع لے لیا۔''

(سنن ابن ماجه : 2058، سنن النسائي :3528، المعجم الكبير للطبراني : 265/24، 266، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں۔

إِنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ .

''انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خلع لیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ایک حیض عدت گزاریں۔''

(سنن الترمذي : 1185، وسندهٗ صحيحٌ، وصحّحه ابن الجارود : 763)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الرُّبَيِّعِ الصَّحِيحُ أَنَّهَا أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ .

''ربیع رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث یہ ہے کہ انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ .

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں خلع لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا۔''

(سنن أبي داوٗد : 2229، سنن الترمذي : 1185، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' قرار دیا ہے۔

۞ حافظ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾(البقرة 2 : 228)''طلاق یافتہ عورتیں تین حیض نکاح سے رکی رہیں۔''اگر خلعہ لینے والی طلاق یافتہ ہوتی تو آپ ﷺ کبھی ایک حیض پر اکتفا نہ کرتے۔''

(معالم السنن : 256/3)

۞ علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ إِنْ كَانَ ثَابِتًا؛ فَهُوَ حُجَّةٌ لِّمَنْ قَالَ : الْخُلْعُ لَيْسَ بِطَلَاقٍ، لِّأَنَّهٗ لَوْ كَانَ طَلَاقًا لَّمْ يُعْتَدَّ فِيهِ بِحَيْضَةٍ .

''یہ حدیث ثابت ہو تو خلع کو فسخ نکاح کہنے والے کی دلیل ہے، کیونکہ اگر یہ طلاق ہوتا، تو عدت ایک حیض نہ ہوتی۔''

(تنقيح التحقيق : 416/4)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْخُلْعَ لَيْسَ بِطَلَاقٍ .

''یہ دلیل ہے کہ خلع طلاق نہیں۔''

(الدراية في تخريج أحاديث الهداية : 75/2)

۞ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''شاید جو اس حدیث کو تسلیم نہیں کرتا، وہ کہے کہ عدت میں تین حیض پورا کرنا واجب ہے، خبر واحد کے ذریعے اس نص کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔۔۔ یہ حدیث

دلیل ہے کہ خلع طلاق نہیں ۔اسے طلاق مان لیا جائے ،تو یہ نص مخصوص ہے اور اس کی تخصیص جائز ہے۔“

(حاشية السندي على سنن ابن ماجه :634/1)

ملاحظہ:

❁ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِقْبَلِ الْحَدِيقَةَ، وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً .

”حق مہر والا باغ قبول کریں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔“

(صحيح البخاري : 5273)

حدیث کا معنی ومفہوم دوسری احادیث سے متعین ہوتا ہے،اسی باب کی دوسری حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا؛

خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ، وَخَلِّ سَبِيلَهَا .

”حق مہر واپس لے لیں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔“

(سنن النسائي : 3497، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ حَيْضَةٌ .

”خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض ہے۔“

(مؤطأ الإمام مالك برواية القعنبي : 565/2، سنن أبي داؤد : 223، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ : تَعْتَدُّ ثَلَاثَ حِيَضٍ، حَتّٰى قَالَ هٰذَا عُثْمَانُ،

فَكَانَ يُفْتِي بِهِ وَيَقُولُ : خَيْرُنَا وَأَعْلَمُنَا .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خلع کی عدت تین حیض شمار کرتے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک حیض کا فتوی دیا تو آپ رضی اللہ عنہما بھی ایک حیض کا فتوی دینے لگے، آپ فرماتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر اور ہم سے بڑے عالم ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 114/5 ، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ : إِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ؛ ثَلَاثُ حِيَضٍ .

''صحابہ کرام اور دیگر اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ خلع یافتہ عورت کی عدت مطلقہ عورت کی طرح تین حیض ہے۔'' (سنن الترمذي، تحت الحديث : 1185)

یہ امام صاحب رحمہ اللہ کا تسامح ہے، کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے خلع والی عورت کی عدت تین حیض قرار دی ہو۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رجوع ثابت ہے۔

❀ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنْ ذَهَبَ ذَاهِبٌ إِلٰى هٰذَا؛ فَهُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ .

''ایک حیض والا مذہب قوی ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 1185)

اعتراض نمبر ①:

۞ بعض لوگ کہتے ہیں؛

''جمہور کے نزدیک حدیثِ باب میں حیضة سے مراد جنس حیض ہے۔اس پر بعض ان روایات سے اشکال ہوتا ہے، جن میں حیضة کے ساتھ واحدۃ کی قید مصرح ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ راوی کا تصرف ہے۔ دراصل اس حیضة میں ۃ تاءِ وحدت نہیں، بلکہ بیانِ جنس کے لئے ۃ لائی گئی ہے۔''

(درسِ ترمذی از تقی عثمانی:496/2)

جواب :

یہ منکرین حدیث کی روش ہے کہ جو حدیث اپنے موقف کے خلاف دیکھی، اسے راوی کا تصرف کہہ کر حدیث کو مطعون ومشکوک بنادیا۔

حیضةٌ، یَحِیضُ کا مصدر ہے، اصل میں حیضٌ تھا، اس میں ۃ وحدت کی ہے۔ ثلاثی مجرد کا مصدر فَعْلَةٌ کے وزن پر آئے، تو وحدت کا فائدہ دیتا ہے۔ثلاثی مجرد کا مصدر یا تو ۃ سے خالی ہوتا ہے یا ۃ کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے، جیسے رحمةٌ ہے۔اگر ۃ سے خالی ہو اور اس سے وحدت مراد لینی ہو تو ۃ لائی جاتی ہے اور اگر پہلے سے ۃ کے ساتھ مستعمل ہو، تو وحدت مراد لینے کے لئے واحدۃ کی قید بڑھائی جاتی ہے، جیسے رَحِمْتُهٗ رَحْمَةً وَّاحِدَةً.

بالفرض ان کی بات تسلیم کر لی جائے کہ حیضةٌ میں ۃ جنس کے لئے اور جنس واحد، تثنیہ اور جمع کو شامل ہوتی ہے تو ہم روایت کے لفظ واحدۃ کے ساتھ جنس سے وحدت مراد لے لیں گے، کیونکہ واحد بھی جنس کے افراد میں سے ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔سیدنا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے فتویٰ سے رجوع کرلیا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا فتویٰ قبول فرمایا۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اسے قوی مذہب قرار دیتے ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگ حدیث میں واحدۃ کے لفظ کو راوی کا تصرف کہتے ہیں۔ کیا موصوف سے پہلے کسی نے یہ اعتراض کیا؟

اعتراض نمبر ②:

۞ لکھتے ہیں:

''نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایت جو خبر واحد ہے، نص قرآنی: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾(البقرۃ 2 : 228) کا معارضہ نہیں کرسکتی۔''

(درسِ ترمذی:3/496)

جواب:

① منکرین حدیث یہی ہتھیار صدیوں سے حدیثِ نبوی ردّ کرنے کے لئے استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔

آیتِ کریمہ کا حکم عام ہے، جس طرح نصِ قرآن سے حاملہ کی عدت اس عموم سے مستثنیٰ ہے، اسی طرح نص حدیث سے خلع والی کی عدت بھی اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔

② یہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہے۔ خود انہی لوگوں کے نزدیک عام مخصوص منہ البعض کی تخصیص خبر واحد سے بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عام مخصوص منہ البعض ظنی ہے اور خبر واحد بھی ظنی ہے، لہٰذا ظنی کی تخصیص ظنی سے ان کے نزدیک بلا اختلاف جائز ہے۔

③ اس آیت کا تعلق طلاق سے ہے، جبکہ حدیث خلع کے متعلق ہے اور خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ نکاح ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

خلع کی عدت ایک حیض ہے، کیونکہ خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔

تنبیہ:

خلع کے بعد سابقہ شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہو تو کوئی عدت نہیں۔ فوراً نکاح کر سکتی ہے، کیونکہ عدت استبراءِ رحم کے لیے ہوتی ہے۔

سوال: کیا پنچائیت کے ذریعے خلع درست ہے؟

جواب: پنچائیت کے ذریعے خلع درست ہے، مگر ریاست کو باخبر کرنا ضروری ہے، کیونکہ نکاح کا اندراج سرکاری ریکارڈ میں موجود ہے۔

سوال: ایلاء کیا ہے؟

جواب: شوہر قسم اٹھائے کہ میں اپنی بیوی کے قریب نہیں آؤں گا، اسے ایلاء کہتے ہیں۔ ایلاء زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک کے لیے کیا جا سکتا ہے، اس کے بعد بیوی کے قریب جانا یا اس کو طلاق دینا ضروری ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاؤُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ، وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

(البقرۃ: ۲۲۶۔۲۲۷)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کریں، وہ (زیادہ سے زیادہ) چار ماہ تک علیحدہ رہ سکتے ہیں، پھر اگر وہ (اپنی بیویوں کے پاس) واپس لوٹ آئیں، تو اللہ تعالیٰ

خوب بخشنے والا اور بے حد رحم والا ہے اور اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں، تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

سوال: اگر شوہر قسم اٹھائے کہ چار ماہ تک بیوی کے قریب نہیں جاؤں گا، تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

جواب: یہ صورت ایلا کی ہے، اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ مذکورہ صورت میں اگر آدمی چار ماہ بعد بیوی کے پاس چلا جائے، تو اس پر کوئی حرج نہیں، البتہ اگر چار ماہ کے بعد بھی بیوی کے پاس نہ جائے، تو اسے بیوی کو اختیار کرنے یا طلاق دینے کا حکم ہے۔ البتہ اگر وہ چار ماہ سے پہلے بیوی کے پاس چلا جائے، تو اس پر قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

سوال: اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شوہر نے بیوی پر تہمت زنا لگائی ہے اور بیوی اقرار نہ کرے، تو شوہر پر لازم ہے کہ چار عینی معتبر گواہ لے کر آئے، اگر گواہ لے آئے، تو درست، ورنہ میاں بیوی کے مابین لعان کا حکم نافذ ہوگا۔ لعان کے احکام کے لیے مندرجہ ذیل روایات کا مطالعہ فرمائیں؛

❀ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں مجھ سے دو لعان کرنے والوں (خاوند، بیوی) کے متعلق پوچھا گیا: کیا ان کے درمیان جدائی کرا دی جائے گی؟ مجھے علم نہیں تھا کہ میں کیا جواب دوں، چنانچہ میں اپنے گھر سے اٹھا اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر چلا گیا، میں نے پوچھا: ابوعبدالرحمٰن! کیا دو لعان کرنے والوں (خاوند بیوی) کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! جی ہاں! سب سے پہلے اس بارے میں فلاں بن

فلاں نے پوچھا تھا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھ لے (تو کیا کرے)؟ اگر بات کرتا ہے، تو بہت بڑی بات ہے، اگر چپ کرتا ہے، تو پھر بھی ایسے ہی ہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، اگلے دن وہ آدمی آ کر کہنے لگا: جو بات میں نے آپ سے پوچھی تھی، میں اس میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی یہ آیت اتاری: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ .... وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (النور : 6-9) (جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں......الخ) آپ نے (لعان) مرد سے شروع کیا اسے وعظ و نصیحت کی اور بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں ہلکی ہے۔ اس (مرد) نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ پھر آپ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اسے وعظ و نصیحت کی اور بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں ہلکی ہے۔ اس (عورت) نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! یہ جھوٹا ہے۔ پھر آپ مرد سے شروع ہوئے اور اس نے اللہ کے نام کی چار گواہیاں دیں کہ وہ سچا ہے اور پانچویں گواہی یہ دی کہ اگر وہ جھوٹا ہے، تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس نے اللہ کے نام کی چار گواہیاں دیں کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں گواہی یہ دی کہ اگر وہ سچا ہے، تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر آپ نے ان کو الگ الگ کر دیا۔“

(صحیح مسلم: 1493، المنتقى لابن الجارود: 753)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کو جدا جدا کر دیا اور انہیں فرمایا: آپ کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، آپ میں ایک تو جھوٹا ہے، اب آپ کو بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔ اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! میرا مال (مہر تو واپس دلوادیں) فرمایا: ان کے ذمہ آپ کا کوئی مال نہیں ہے، اگر آپ سچے ہیں، تو وہ مال ان کی شرمگاہ کے بدلے میں گیا، جو آپ نے حلال کی ہے اور اگر آپ جھوٹے ہیں، تو وہ مال (مانگنا) آپ کے شایان شان نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 5312، صحيح مسلم : 1493، المنتقى لابن الجارود : 753)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے بچے کا انکار کیا (کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو الگ الگ کر دیا اور بچہ عورت کو دے دیا۔''

(صحيح البخاري : 5315، صحيح مسلم : 1497)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَأَتِهٖ، وَكَانَتْ حُبْلٰى .

''رسول اللہ ﷺ نے (عویمر) عجلانی اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور وہ حاملہ تھیں۔''

(صحيح البخاري : 6855، صحيح مسلم : 1497)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''عویمر رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا، کہتے ہیں: انہوں (عویمر) نے اپنی بیوی سے لعان کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (اب) آپ نے اسے اپنے نکاح میں رکھا، تو اس پر ظلم ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اسے طلاق دے دی، اس کے بعد ہر لعان کرنے والے کے لیے یہی دستور رائج ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھیں اگر اس (عورت) نے کالے رنگ والا، شدید کالی آنکھوں والا، بھاری کولہوں والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنا، تو میں عویمر کو سچا سمجھوں گا، اگر اس نے سرخ رنگ اور بدصورت (پست قد) بچہ جنا، تو میں عویمر کو جھوٹا سمجھوں گا۔ راوی کہتے ہیں: اس نے ان اوصاف پر مشتمل بچہ جنا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں بیان کیے تھے۔ بعد میں اس (بچے) کو ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔''

(صحيح البخاري: 4745، صحيح مسلم: 1492، المنتقى لابن الجارود: 756)

سوال: صرف ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کرتے دیکھا، کیا زنا ثابت ہوا؟

جواب: زنا کے ثبوت کے لیے چار عینی گواہ ضروری ہیں، اس سے ایک بھی گواہ کم ہوا، تو زنا کا حکم ثابت نہ ہوگا۔ البتہ تہمت لگانے والوں کو حد قذف میں اَسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ

فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(النّور : ٤)

''جولوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ بھی نہیں لے کر آتے، تو انہیں اَسی کوڑے (حد قذف میں) لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔''

(سوال): کیا لعان قاضی کرائے گا یا میاں بیوی آپس میں بھی کر سکتے ہیں؟

(جواب): میاں بیوی آپس میں لعان نہیں کر سکتے، بلکہ یہ قاضی کا کام ہے۔

(سوال): شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور دو گواہ پیش کیے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب تک چار عینی گواہ نہیں مل جاتے، زنا ثابت نہیں ہوگا۔

(سوال): اگر میاں بیوی لعان نہ کرانا چاہیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر شوہر بیوی کو زنا کرتے دیکھے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں، تو یا وہ لعان کے ذریعے اس سے جدا ہو جائے گا یا دیوث بن کر اس کو اپنے عقد میں رکھے گا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ .

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا؛ ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔''

(مسند الإمام أحمد : 6180، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: تہمت لگانے کی سزا کیا ہے؟

جواب: جس نے زنا کی تہمت لگائی، پھر چار گواہ نہ لا سکا، تو تہمت لگانے کے جرم میں اسے حد قذف لگے گی، جو کہ اَسی (۸۰) کوڑے ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(النّور: ٤)

''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ بھی نہیں لے کر آتے، تو انہیں اَسی کوڑے (حد قذف میں) لگاؤ اور آئندہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔''

سوال: اگر کوئی شخص طلاق کی نیت سے اپنی بیوی کو کہے کہ ''تو میری بہن کی طرح ہے۔'' تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق کی نیت سے یہ الفاظ بولے جائیں، تو ایک طلاق رجعی ہو جائے گی۔

سوال: شوہر بیوی کو ''ماتحت'' کہنا چاہتا تھا، مگر غلطی سے نکلا کہ ''میری ماں'' تو کیا طلاق یا ظہار ہوا یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی جان بوجھ کر بھی ''میری ماں'' کہہ دے، تو بغیر نیت طلاق کے طلاق نہ ہوگی اور نہ ہی ظہار ہوگا۔

سوال: اگر کوئی غصہ میں طلاق کی نیت سے کہے کہ ''تو میری بیٹی کی مثل ہے۔'' تو کیا طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب: ''تو میری بیٹی کی مثل ہے۔'' کے الفاظ طلاق کی نیت سے کہے جائیں، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی۔

سوال: شوہر نے کہا کہ ''اگر تیرے ساتھ ہم بستر ہوں، تو ماں کے ساتھ ہوں۔'' کیا طلاق واقع ہوئی؟

جواب: ان الفاظ سے اگر طلاق کی نیت نہ تھی، تو طلاق واقع نہ ہوگی، نہ ظہار ہوگا۔

سوال: کیا ''اگر تجھ سے بولوں، تو اپنی بہن سے بولوں۔'' کہنے سے طلاق ہوئی؟

جواب: طلاق نہیں ہوئی۔

سوال: ''تجھ سے جماع کروں، تو اپنی ماں سے کروں۔'' کہنے سے ظہار ہوا؟

جواب: ان الفاظ سے طلاق یا ظہار نہیں ہوا۔

سوال: بیوی کو بہن کہا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ لغو کلمہ ہے، اس سے نکاح میں فرق نہیں پڑتا۔ یہ ظہار نہیں ہے۔

سوال: ظہار کیا ہے؟

جواب: اپنی ماں، بہن، بیٹی یا کسی بھی محرم عورت کی پیٹھ وغیرہ کی طرح اپنی بیوی کا عضو قرار دینا، ظہار ہے۔ اس پر کفارہ ہے۔ کفارہ کی ادائیگی تک شوہر اپنی بیوی کے قریب نہیں آسکتا۔ اگر ظہار کو ''ان شاءاللہ'' کے ساتھ معلق کردے، تو ظہار واقع نہیں ہوگا۔

سوال: اگر کوئی شخص ظہار کا کفارہ ادا کیے بغیر بیوی سے جماع کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ شخص گناہ گار ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے، اسے چاہیے کہ پہلے ظہار کا کفارہ ادا کرے، پھر بیوی کے قریب جائے۔

سوال: بیوی کو بہن کے برابر کہنے سے ظہار ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب): یہ لغو بات ہے، اس سے ظہار یا طلاق کا حکم نہیں ہوتا۔

(سوال): شوہر نے بیوی سے کہا: ''مجھ پر تیری شرمگاہ اسی طرح حرام ہے، جس طرح میری بہن کی شرمگاہ حرام ہے۔'' کیا ظہار ہوا؟

(جواب): ان الفاظ سے ظہار ثابت ہو چکا ہے، بغیر کفارہ ادا کیے، وہ اپنی بیوی کے پاس نہیں جا سکتا۔

(سوال): نکاح سے پہلے کسی عورت سے ظہار کرنا کیسا ہے؟

(جواب): نکاح سے پہلے نہ طلاق ہے اور نہ ظہار۔ کیونکہ جب عورت ملکیت میں ہی نہیں، تو ظہار کا کیا معنی؟

(سوال): ایک شخص نے بیوی سے کہا ''میری دادی، باز آ جا۔'' کیا ظہار ہوا؟

(جواب): ان الفاظ سے ظہار نہیں ہوا۔ ظہار میں بیوی کے کسی عضو کو کسی محرم عورت کے عضو سے تشبیہ دے کر حرام کیا جاتا ہے۔

(سوال): شوہر نے بیوی کی بدچلنی سے پریشان ہو کر کہا کہ ''اگر تجھ سے شادی کروں، تو اپنی بہن سے شادی کروں۔'' تو کیا حکم ہے؟

(جواب): شوہر کا کلام لغو ہے۔ اس سے طلاق ہوتی ہے، نہ ظہار۔

(سوال): ''تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا۔'' کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

(جواب): نہ طلاق ہوئی، نہ ظہار۔

(سوال): بیوی نے شوہر سے کہا کہ ''تم میرے بھائی جیسے ہو۔'' تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ لغو کلام ہے، اس سے نکاح میں کچھ حرج واقع نہیں ہوتا۔

(سوال): شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''تیرے گھر گھسوں، تو اپنی ماں سے بدفعلی

کروں۔'' کیا طلاق یا ظہار ہوا؟

(جواب): یہ لغو کلام ہے، ایسے کلام سے گریز کرنا چاہیے، البتہ اس سے طلاق یا ظہار کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔

(سوال): ظہار کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب): ظہار کا کفارہ بالترتیب یہ ہے؛ ایک غلام آزاد کرے، اگر غلام میسر نہیں، تو دو ماہ لگاتار روزے رکھے، اگر روزوں کی استطاعت نہیں، تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے۔ کفارہ کی ادائیگی تک حق زوجیت ادا نہیں کرے گا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا﴾(المجادلة : ٣۔٤)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر لیں، پھر اپنی بات سے رجوع کریں، تو (میاں بیوی کا) باہم ملنے سے پہلے (شوہر پر) ایک غلام آزاد کرنا ہے، یہ تمہارے لیے وعظ و نصیحت ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ جسے غلام میسر نہ آئے، وہ باہم ملنے سے پہلے دو ماہ کے لگاتار روزے رکھ لے، جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو وہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے۔''